زیب وزینت میں لباس کی شرعی حیثیت

Fashionable Dressing according to Shariah

سبین اکبر*

ABSTRACT

Fashionable dressing is a very sensitive issue for females, it creates sometimes confusion that what are the limits and orders of "Shariah" for it. So I try to inform all females a proper dress code in the light of Islamic "Shariah".

Islam is not against the fashion but it says that it should be only for "Mahrams" and it should not be out of limits. So the article deals to clarify needs and importance of dress, dress codes in Islam as well as the usage of different type of dressings like thin, fitted, expensive and costly, male dresses, uneven *(not according to Islam) etc.It* will clarify the confusion which makes us confused in fashionable dressing and how much it is allowed to keep them in use.

Islam has provided guidance in dressing like in any other fields of life as well as fashion is allowed by Allah as blessing but according to the rules and regulation of Islamic "Shariah" and do not try to go against it. That is why we have to be aware and careful while fashioning.

Keywords: Fashion, Dress ,Shariah, Usage of dresses, Females.

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، بلوچستان یونیورسٹی آف آئی ٹی اینڈ منیجمنٹ سائنس، کوئٹہ

شریعت اسلامیہ نے جیسے دیگر امور و معاملات میں فطرت انسانیہ وطبیعت انسانیہ کے تقاضوں کے پیش نظر عرف وعادات کو سوار حکم بنایا، ایسے ہی زیب و زینت کے معاملہ میں دائرہ جواز کو بڑا وسیع رکھا۔ دوسری طرف دینِ حنیف کو چونکہ قانونِ الٰہی کا شرف حاصل ہے جو انسان کے فطرتِ سلیمہ کے عین مطابق ہے اس لئے اس میں ان فطری تقاضوں کا لحاظ بھی ایک لازمی امر تھا۔ تاکہ عرف وعادات کی آڑلے کر کہیں سادہ لوح مسلمان یورپی بہیمانہ تہذیب کے خوگر نہ بنیں، اس لئے انسانی زندگی کے دیگر پہلوؤں کی طرح اسلام میں زیب وزینت میں لباس کو خاطر خواہ اہمیت حاصل ہے۔

زیب وزینت کا معنی و مفہوم:

زیب و زینت کا استعمال تزئین اور تحمل میں ہے اور اس کے معنی خوبصورت بننا اور اس کی کوشش کرنا اور خوبصورت بننے کے ذرائع استعمال کرنا ہے۔ مولانا وحید الزمان اپنی کتاب "القاموس الوحید" میں زیب و زینت کے لغوی معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: "زیب و زینت کے لغوی معنی آراستہ کرنے، خوبصورت بنانے "کے ہیں۔ عربی میں "امراۃ زائنۃ" کے لغوی معنی "بنی سنوری ہوئی عورت "کے آتے ہیں(۱)۔

جبکہ "لسان العرب" میں زیب وزینت کا تقابل کچھ یوں بیان ہوا ہے کہ:

"اس کا مد مقابل لفظ عربی میں "شین" بگڑا ہوا آتا ہے۔ زینت کا اصل مادہ "زین" ہے اس لئے بننے سنورنے والے کو مذین کہتے ہیں اسی طرح زینت کے معنی ہر اس چیز کے آتے ہیں جس سے آراستگی کی جائے آراستہ ہو جائے یا بنا سنورا جائے اس کا ایک لفظ "تزین" بھی آتا ہے جس کے باب تفصل ہونے کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ "زینت" کا لغت میں کسی زائد چیز پر اطلاق ہوتا ہے۔"(۲)

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں زیب و زینت کا اصطلاحی مفہوم بھی واضح ہوتا ہے جس سے مراد وہ تمام طریقے یا ذرائع ہیں کہ جن مدد سے کوئی شخص اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرتا ہے اور اس کے علاوہ زینت و سنگھار کا لفظ اصلی حسن کو بھی شامل ہے اور اس کو بھی حسن اصل میں اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اصلی حسن کی بعض چیزوں کو بھی زینت کہا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ [۳]

(اور کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنی ستر کو اور نہ دکھلائیں اپنا سنگھار۔)

مندرجہ بالا آیت میں ستر پوشی، زینت اور حُسنِ اصلی کی نمائش مراد لی گئی ہے، مزید مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ زینت کا مفہوم کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

"سنگھار عرف میں خارجی اور کسی آرائش کو کہتے ہیں جو مثلاً لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو۔ احقر کے نزدیک یہاں "زینت" کا ترجمہ "سنگھار" کے بجائے زیبائش کیا جاتا تو زیادہ جامع اور مناسب ہوتا، زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور زینت کو شامل ہے، خواہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے۔" [۴]

زیب وزینت کی ضرورت واہمیت:

ہر انسان مرد ہو یا عورت اگر فطرت سلیمہ پر قائم ہو، لباس وپوشاک اور جسم کی صفائی وستھرائی کا خیال رکھتا ہے۔ لباس بھی ایسا کہ اس کا جسم دوسروں سے مستور رہے یہ انسان کا فطری تقاضا ہے۔ اور پھر جہاں عورتوں کی بات آتی ہے تو عورت کو انسانی زندگی میں بہت اہم مقام حاصل ہے۔ عورت مرقعِ فطرت ہے، کائنات کا سارا حُسن عورت ہی کے دم قدم سے ہے اور اسلام نے عورت کو سب سے پہلے اس کے وجود، حیثیت اور مرتبے کا احساس دلایا ہے اور یہ عورت پر اسلام کا احسان ہے اور اس کے علاوہ عورت کو زیب وزینت کا بنیادی وفطری حق بھی دیا ہے، جو کہ بعض حالات میں اس پر واجب ہو جاتا ہے لیکن موجودہ زمانے میں نت نئے فیشن نے ہر معاملے میں آگے بڑھنے کی دوڑ نے عورت کو بناؤ سنگھار کے معاملے میں حدود سے آگے نکال دیا ہے، حالانکہ دین اسلام میں صرف محرموں کے سامنے زیب وزینت کا اظہار کرنا جائز قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ

إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِيٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُوْلِي ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُواْ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ﴾ [۵]

(اور نہ کھولیں اپنا سنگھار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال یا کاروبار کرنے والوں کے جو مرد کہ کچھ غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا عورتوں کے بھید کو)۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ترجمے کی تفسیر "تفسیر القرآن الحکیم" میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"یہاں سلف یہ بتلاتا ہے کہ جس قدر ستر کا اہتمام اجنبیوں سے تھا، اتنا محارم سے نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے یعنی جو عورتیں اس کے پاس بیٹھنے والی ہوں بشرطیکہ نیک چلن ہوں۔ بدراہ عورتوں کے سامنے نہیں اور بہت سے سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں۔ کافر عورت اجنبی مرد کے حکم میں ہیں، یعنی اپنی لونڈیاں (باندیاں) اور بعض سلف کے نزدیک مملوک غلام بھی اس میں داخل ہیں اور ظاہر قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے لیکن جمہور ائمہ و سلف کا یہ مذہب نہیں، یعنی کمیرے، خدمتگار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں غرق ہوں شوخی نہ رکھتے ہوں یا فاتر العقل، پاگل جن کے حواس وغیرہ بھی ٹھکانے نہ ہوں۔ محض کھانے پینے میں گھر والوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں یا جن لڑکوں کو ابھی تک نسوانی سرائر کی کوئی تمیز نہیں، نہ نسوانی جذبات رکھتے ہیں۔" [۶]

اسلام عورت کے بناؤ سنگھار کا قطعی مخالف نہیں ہے، لیکن اتنا ضرور چاہتا ہے کہ عورت کا بناؤ سنگھار حدود سے باہر نہ ہو، دنیا کے ہر رخ پہ ہونے کے بجائے صرف ایک رخ پہ ہو جائے، پردے کی شرعی پابندی کے ساتھ ہو۔ نامحرم مردوں کے بجائے صرف ایک ہی مرد کے لئے کیا جائے اور اس بناؤ سنگھار کو اس کے محارم ہی دیکھ سکیں اور وہ بھی مکمل آداب کے ساتھ۔ جیسا کہ شریعت نے زیب و زینت اختیار

کرنے، صاف ستھرا رہنے اور لباس و پوشاک کا خیال رکھنے کی اجازت دی ہے۔ وہیں کچھ حدود و قیود بیان کئے ہیں جن کی پابندی کا حکم ہے۔ اس سلسلے میں رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ:

((لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ)) [۷]

(جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا، وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔ اس پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو، جوتا عمدہ ہو، تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، حسن و جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا اور ان کے ساتھ توہین آمیز رویہ رکھنا۔)

اس سے واضح ہوا کہ شرعی حدود میں رہ کر عمدہ لباس سے زیب و زینت اختیار کرنا شرعاً ممنوع نہیں، بلکہ محمود ہے۔ لہٰذا مرد و عورت دونوں کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے اور اسلام کے بنیادی احکامات کو مد نظر رکھتے ہوئے لباس زیب تن رکھنا چاہیئے۔

لباس کا مفہوم:

"لباس" عربی زبان کا لفظ ہے اور لغت کے اعتبار سے لباس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو انسان زیب تن کرے۔ عربی لغت کے مشہور عالم علامہ ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

واللِّباسُ: ما يُلْبَس، وكذلك المَلْبَس واللِّبْسُ، بالكسر، مثلُه[۸]

(اور لباس نام اس چیز کا جو پہنی جائے اور اسی طرح اس کو ملبس (بروزن مذہب) بھی کہتے ہیں، نیز لبس بھی اسی طرح ہے)۔

جہاں تک لباس کے شرعی معنی کا تعلق ہے تو شریعت اسلامیہ نے جیسے دیگر امور و معاملات میں فطرت انسانیہ و طبیعت انسانیہ کے پیش نظر عرف و عادات کو مدار حکم بنایا، ایسے ہی لباس کے معاملے میں دائرہ جواز کو بڑا وسیع رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے سکھ قوم کی طرح امت مسلمہ کے افراد کو ایک

خاص ہیت و وردی کا پابند نہیں کیا۔ بلکہ انسانی زندگی کے وسیع ترین پہلو لباس کے معاملے میں وسعت نظری کو ملحوظ رکھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَـٰبَنِىٓ ءَادَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَٰرِى سَوْءَٰتِكُمْ وَرِيشًا ﴾ (۹)

(اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری پردہ داریوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے۔)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"یعنی اس ظاہری لباس کے علاوہ جس سے صرف بدن کا ستر یا تزین ہوتا ہے ایک معنوی پوشاک بھی ہے جس سے انسان کی باطنی کمزوریاں جن کے ظاہر کرنے کی اس میں استطاعت پائی جاتی ہے پر وہ خفا میں رہتی ہیں، منصّہ ظہور و فعلیت پر نہیں آنے پاتیں اور یہی معنوی پوشاک سے قرآن نے لباس التقوی فرمایا باطن کی زینت و آرائش کا ذریعہ بنتی ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو ظاہری بدنی لباس بھی اس باطنی لباس کو زیب تن کرنے کے لئے شرعاً مطلوب ہے۔"(۱۰)

لباس کی ضرورت واہمیت:

لباس سے ستر ڈھانکنا بے حد ضروری اور بنیادی احکامات میں سے ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کے کسی حکم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی قول و عمل سے بات ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کسی خاص لباس کو تمام مسلمانوں کے لئے لازم کر دیا ہو۔ تاہم ذخیرۂ احادیث اور کتب فقہ کے مطالعے سے یہ ضرور ثابت ہے کہ لباس کے سلسلے میں چند اہم شرائط ہیں اور ان شرائط کو مد نظر رکھ کر کوئی بھی لباس پہنا جاسکتا ہے۔ جبکہ خواتین کے لباس میں دور حاضر میں جو طریقہ کار عام ہیں وہ یہ ہیں کہ:

- باریک لباس کا استعمال
- تنگ لباس کا استعمال
- قیمتی و مہنگے لباس کا استعمال
- مردانہ لباس کا استعمال

- غیر اسلامی لباس کا استعمال وغیرہ

اسلام میں ستر پوشی کی حدود:

اسلام جس طرح باقی مذاہب سے ممتاز اور کامل دین ہے۔ اسی طرح اسلامی لباس بھی دیگر قوموں کے لباس سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے جسے اختیار کئے بغیر کوئی شخص کامل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام نے کسی خاص لباس کو شرعی لباس قرار نہیں دیا، بلکہ لباس کے بارے میں حدود متعین کر دیئے ہیں۔ وہ بھی اس لئے کہ معاشرے میں فتنے کو تقویت نہ ملے اور تاکید کی گئی کہ لباس ایسا ہو، جو سر سے لے کر پاؤں تک تمام جسم کو ڈھک دے۔ کیونکہ ستر ڈھانپنے کے بعد لباس پہننا واجب ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗاۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقۡوَىٰ ذَٰلِكَ خَيۡرٞۚ ذَٰلِكَ مِنۡ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُونَ ﴾ [۱۱]

(اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے قابل حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔)

یعنی یہ نہ سمجھو کہ نعمت تو ظاہری لباس ہی ہے، جیسے کیسے بھی ہو۔ بلکہ لباس ظاہری کی مشروعیت ہی اصل میں اس لئے ہے کہ تم اس کے ذریعے لباس تقویٰ یعنی پرہیز گاری اور گناہوں سے حد درجہ دور رہنے کا لباس حاصل کر سکو، جو تمہیں گناہوں سے دور رکھ کر تمہارے ظاہری و باطنی حسن کے نکھار کا سبب بنے۔ مزید یہ کہ لباس اپنی استطاعت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ فخر و نمائش اور تکلف کا اہتمام کرنا درست نہیں چنانچہ فخر، تکبر اور دکھاوے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ارشاد نبوی ہے:

((من لبس ثياب شهرة في الدنيا ألبسه الله لباس الذل يوم القيامة)) [۱۲]

"جو شخص اپنی عزت طلبی اور بڑائی کے اظہار کی غرض سے اعلیٰ و نفیس لباس پہنے، اللہ رب العزت اسے قیامت کے دن ذلت و حقارت کا لباس پہنائے گا۔"

یعنی کا پورا بدن "ستر" ہے۔ جسے چھپانا شرعی، طبعی اور عقلی طور پر فرض ہے اور ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض جس پر عمل ضروری ہے وہ ستر عورت ہے یعنی اعضائے مستورہ کو چھپانا ہے۔

باریک لباس کا استعمال:

اسلام نے عورت کو حیاء اور شرم سکھائی ہے اور ایسے کپڑے پہننے کی ممانعت فرمائی ہے جن کا پہننا یا نہ پہننا برابر ہو۔ عورتیں سروں پر ایسے دوپٹے اوڑھیں جن سے بال چھپ جائیں، گردن اور گلہ ڈھک جائے۔ قمیض، جمپر اور فراک بھی ایسا پہنیں جن سے بدن نظر نہ آئے۔ آستین پورے ہوں، گلے اور گریبان میں اس بات کا خیال رکھیں کہ پیچھے اور آگے سینے کا کچھ بھی حصہ کھلا نہ رہے۔ شلوار اور ساڑھی وغیرہ بھی ایسے کپڑوں کی پہنیں، جس سے ران، پنڈلی وغیرہ کا کوئی حصہ دکھائی نہ دے یعنی لباس اتنا ہلکا و باریک نہ ہو کہ جسم اندر سے نظر آئے۔ چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

((أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) (۱۳)

(اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور انہوں نے باریک لباس زین تن کیا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا۔)

دراصل باریک لباس جس سے جسم نظر آئے، ایسے کپڑے کا پہننا یا نہ پہننا برابر ہے۔ ایسا لباس شریعت کی نظر میں لباس ہی نہیں ہے۔ اور جو خواتین بہت باریک اور چست لباس پہنتی ہیں جس کی وجہ سے کپڑے پہننے کے باوجود جسم کی بناوٹ دوسروں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے، ایسی خواتین کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صِنْفَان مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ. وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ. لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا)) (۱۴)

(دو قسم کے لوگ جہنمی ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ہے۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جن سے وہ لوگوں کو پیٹ رہے ہیں۔ ایک جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوں گی (مگر اُس کے باوجود) ننگی ہوں گی۔ (مردوں کو) مائل کرنے والی اور (خود اُن کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی

اُن کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے، جو جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اُس کی خوشبو سونگھیں گی۔ اور اس میں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاسکتی ہیں۔)

دور حاضر کے فیشن نے لباس کے اصل مقصد کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ آج کل خواتین میں ایسے لباس کا زیب تن کرنا عام رواج ہو گیا ہے جس نے رسول ﷺ کی پیشینگوئی کو سچا اور پورا کر دیا۔ اور ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ نے آج کی فیشن ایبل عورتوں کو دیکھ کر یہ بات ارشاد فرمائی۔ لہذا ہمیں لباس زین تن کرتے ہوئے اس قسم کی زیب وزینت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "احکام القرآن" میں باریک لباس سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"جس طرح سرے سے بے پردہ لباس پہننا حرام ہے بالکل اسی طرح ایسی فیشنی چادروں اور برقعوں اور کپڑوں سے کہ جن سے بدن یا اپنے کپڑے جھلکتے ہوں، پردہ کرنا جائز نہیں بلکہ پردہ اور ستر کو موٹے جس سے بدن نظر نہ آئے کپڑے سے کرنا چاہیئے۔ یہ بھی تبرج میں سے ہے کہ کہ عورت ایسا باریک لباس پہنے جس سے اس کا بند نظر آئے"۔[۱۵]

خلاصہ یہ ہے کہ خواتین کا ایسا لباس پہننا جس میں جسم کے پوشیدہ اعضاء کی وضاحت ہوتی ہو، حرام اور ناجائز ہے۔

تنگ لباس کا استعمال:

لباس پہننے کا اصل مقصد ستر عورت ہے اور عورتوں کو مکمل بدن ڈھانپنے کا پابند کیا گیا ہے۔ اسی لئے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ باہر نکلتے وقت بڑی چادر اوڑھ لیں، تا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کھلا نظر نہ آئے۔ لہذا ایسا لباس پہننا، جو جسم کے پوشیدہ اعضاء کی نمائش کا باعث بنے، قلّتِ حیاء کی علامت ہے۔ مسلمان عورت قطعاً اس کو پسند نہیں کرتی کہ اپنے جسم کے اعضاء کی نمائش کراتی پھرے، کیونکہ اس سے عورت کا جسم ظاہر ہوتا ہے اور صورتاً یہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں مگر حقیقتاً برہنہ ہیں۔

دراصل تنگ لباس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس سے جسم کی ساخت، ابھار اور مکمل خدوخال نمایاں ہوتے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جو گزشتہ سطور میں ذکر کی گئی، بعض جہنمی عورتوں کی خاصیت

بیان کی گئی ہے کہ وہ حقیقت میں برہنہ، بظاہر کپڑے پہنے ہوں گی، اس حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے تنگ لباس کی ممانعت کا قاعدہ کلیہ علامہ کاسانی "بدائع الصنائع" میں لکھتے ہیں:

"ثم إنما يحرم النظر من الأجنبية إلى سائر أعضائها سوى الوجه والكفين أو القدمين إذا كانت مكشوفة فأما إذا كانت مستورة بالثوب فإن كان ثوبها صفيقا لا يلتزق ببدنها فلا بأس أن يتأملها ويتأمل جسدها لأن المنظور إليه الثوب دون البدن وإن كان ثوبها رقيقا يصف ما تحته ويشف أو كان صفيقا لكنه يلتزق ببدنها حتى يستبين له جسدها فلا يحل له النظر لأنه إذا استبان جسدها كانت كاسية صورة عارية حقيقة وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله الكاسيات العاريات" (١٦)

(اجنبی عورت کا تمام بدن، چہرہ ہاتھ اور دونوں پاؤں کے سوا دوسرے حصوں پر نظر ڈالنا اُس وقت حرام ہیں جب وہ کھلے ہوں لیکن اگر وہ کپڑے میں چھپے ہوں پھر اگر کپڑا موٹا ہو جو اُس کے بدن کے ساتھ چپکا ہوا نہ ہو تو اُس کو غور سے دیکھنے اور اُس کے جسم پر نگاہ ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ اس صورت میں اُس کی نگاہ کا مرکز کپڑا ہے بدن نہیں ہے اور اگر وہ کپڑا باریک ہو جس سے نیچے والا حصہ جھانکتا ہوا نظر آتا ہو یا پھر وہ کپڑا دبیز ہو لیکن جسم کے ساتھ چپکا ہوا ہو یہاں تک کہ اس میں اُس کا جسم نظر آتا ہو تو اس صورت میں اُس کے لئے اُسے دیکھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس صورت میں یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ اُس کا بدن اگرچہ بظاہر ڈھانپا ہوا ہے مگر حقیقت میں برہنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔)

اسلام پردے، حیاء اور وقار کا مذہب ہے اس لئے اسلامی لباس کھلا ہونا چاہیئے، کیونکہ سرعام نمائش غیر ایمانی کے سراسر خلاف ہے۔ ایسے حیاسوز لباس سے قطعاً اجتناب کیا جائے۔

قیمتی ومہنگے لباس کا استعمال:

اللہ رب العزت نے اگر وسعت دی، تو اس کا اظہار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ نام ونمود اور شہرت مقصود نہ ہوں۔ فتاویٰ برازیہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بارے میں کچھ یوں آیا ہے کہ:

عن محمد أنه لم ير بأسا باللباس المرتفع جدا،قال عليه الصلاة والسلام تزين لعبادة ربك وقال عليه السلام إن الله جميل يحب الجمال (١٧)

(امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت قیمتی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کیے لئے تزئین کیجیئے۔اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم مزید نے فرمایا بیشک اللہ تعالی خوبصورت ہے۔خوبصورتی کو پسند کرتا ہے)۔

گویا بہت قیمتی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ نام ونمود کے لئے نہ ہو دراصل لباس اپنی مالی استطاعت کے مطابق ہونا چاہیئے،مالی استطاعت سے بڑھ کر فخر ونمائش اور تکلف کا اہتمام کرنا درست نہیں اور اس میں اسراف کرنا ناجائز ہے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا اصولی ارشاد ہے:

((كُلُوا وَاشْرَبُوا، وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا، مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ)) (١٨)

(کھاؤ پیو اور صدقہ کرو البتہ اسراف اور تکبر سے اجتناب کرو۔)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کا کپڑا چاہو، پہنو، تمہارے لئے جائز ہے، لیکن اس میں اسراف نہ ہو اور اسراف اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی اپنی حیثیت سے بڑھ کر نمائش کے لئے کپڑا پہنتا ہے اور جس کے پہننے سے تکبر پیدا ہوتا ہے، لیکن اگر اسراف ونمائش سے بچتے ہوئے اپنا دل خوش کرنے کے لئے قیمتی لباس پہنا جائز ہے، یعنی ایسا لباس پہننا جس سے جسم کو راحت و آرام اور تھوڑا سا آسائش کا مقصد بھی حاصل ہو، اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ جائز ہے۔اس ضمن میں علامہ صابونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومما يؤكد أن التزين والتجمل مطلوب، وانه ليس من الكبريا الذى نهى عنه الإسلام (١٩)

(شرعی دائرے میں رہ کر زیب وزینت حاصل کرنا یہ تکبر میں داخل نہیں۔یہ اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ زیب وزینت حاصل کرنا مطلوب ہے اور یہ اس تکبر میں داخل نہیں، جسے اسلام نے منع کیا ہے۔)

مردانہ لباس کا استعمال:

آج کل معاشرہ میں یہ چیزیں زیادہ مقبول ہو رہی ہیں کہ لڑکے، لڑکیوں کا لباس اور لڑکیاں، لڑکوں کے لباس سے زیب تن کرنے کے سیلاب کے بہاؤ میں بہہ رہے ہیں۔ مگر اسلام میں یہ سب باعث لعنت ہے۔ عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنے کی ممانعت کے ضمن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) (۲۰)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت پر لعنت کی جو مرد کا لباس پہنے۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

((وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ: لَيَّةً لَا لَيَّتَينِ)) (۲۱)

(حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ دوپٹہ باندھے ہوئے تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوپٹہ ایک بار لپیٹ کر اوڑھا کرو، مردوں کے ڈھاٹے کی طرح نہ باندھا کرو۔)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے بہت ہی نفرت تھی کہ مرد، زنانہ لباس پہنے یا کسی طرح بھی زنانہ پن اختیار کرے۔ اور اس بات سے بھی سخت نفرت تھی کہ عورتیں مردانہ لباس پہنیں یا مردانہ لباس اور چال ڈھال اختیار کریں اور اس نفرت کے باعث اس طرح کے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

لیکن اگر مردانہ لباس کا استعمال گھر ہی میں ہو تو ضرورت کے وقت جائز ہے، بلا ضرورت گھر میں بھی جائز نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ابن سیرین کا قول مردانہ لباس کے بارے میں یوں ہے کہ:

كانوا يكرهون زي الرجال للنساء، وزي النساء للرجال (۲۲)

(صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم مردوں کے طور طریقوں کو عورتوں کے لئے اور عورتوں کے طور طریقے مردوں کے لئے پسند نہیں کرتے تھے۔)

مصنف ابن ابی شیبہ اپنی کتاب "كتاب اللباس و الزينة" میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

"لأن الضرورات تبيح المحظورات" (٢٣)۔

(ضرورتیں محظورات کو جائز قرار دے دیتی ہیں۔)

غیر اسلامی لباس کا استعمال:

فیشن کے پیچھے چلنے میں خواتین سب سے آگے ہیں، خاص طور پر اس زمانے میں فیشن کی اتباع میں ان کا جو مزاج بن چکا ہے وہ قابل اصلاح ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ لباس اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے ہے، جس میں باریک دوپٹہ اوڑھنا، آدھی آستین کی قمیض پہننا، شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا، باریک لباس، بلاؤز، منی، جاندار کی تصاویر والے لباس، مزین برقع وغیرہ اس قسم کے لباس زیب تن کر کے وہ اپنے آپ کو فیشن ایبل سمجھتی ہیں۔ اور اسی راہ پر سمجھتے ہوئے وہ غیر اسلامی لباس سے زیب وزینت اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتی ہیں، جبکہ شریعت میں اس قسم کے لباس کی شدید ممانعت ہے۔

باریک دوپٹہ کے بارے میں حضرت علقمہ ابی بن علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں:

وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خمارا كثيفا (٢٤)

(حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائیں، انہوں نے باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑا اور اسے موٹا دوپٹہ پہنایا۔)

جبکہ آدھی آستین کی قمیض کے بارے میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کا عمل یوں بیان کرتے ہیں کہ:

وكانت هند لها أزرار في كميها بين أصابعها والمعنى أنها كانت تخشى أن يبدو من جسدها شيء بسبب سعة كميها فكانت تزرر ذلك لئلا يبدو منه شيء فتدخل في قوله "كاسية عارية (٢٥)

(حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کا عمل منقول ہے کہ ان کی آستین کھلی ہوتی تھیں اور وہ اپنی آستینوں میں بٹن لگا کر اپنی انگلیوں میں ڈال دیتی تھی کہ وعید نبوی میں داخل نہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔اُس عورت کا بدن اگرچہ بظاہر ڈھانپا ہوا ہے مگر حقیقت میں وہ برہنہ ہے۔)

اسی طرح جہاں شریعت نے مردوں کو ٹخنے ڈھکنے سے منع فرمایا ہے، وہیں عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا پابند کیا ہے۔لہذا شریعت کے حکم کی خلاف ورزی یعنی مردوں کا ٹخنے ڈھکنا اور عورتوں کے ٹخنے کھلے رکھنا شیوۂ مسلمانی نہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنْ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ قَالَ تُرْخِينَهُ شِبْرًا قَالَتْ إِذًا تَنْكَشِفَ أَقْدَامُهُنَّ قَالَ تُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا تَزِدْنَ عَلَيْهِ)) (۲۶)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواز راہ تکبر اپنے لباس کو ٹخنوں سے نیچے رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں کریں گے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا"عورتیں اپنے لباس کا کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں ایک بالشت نیچے لٹکالیں،اس پر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:ہاتھ بھر اور نیچے لٹکالیں،اس سے زائد نہ لٹکائیں۔)

اسی طرح برقع یا بڑی چادر (دوپٹہ) پہننے کا مقصد اجانب و غیر محارم کی نگاہوں سے محفوظ رہنا اور اس بات کی اطلاع ہے کہ عورت پردہ دار ہے۔جبکہ ایسا برقع جو بوڑھی عورتوں کو بھی جاذب نظر بنادے ہر گز پہننا جائز نہیں۔مفتی محمد شفیع عثمانی"معارف القرآن"میں رقم طراز ہیں:

"جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہار زینت میں داخل قرار دے کر ممنوع فرمادیا تو مزین رنگوں کا کامدار برقع پہن کر نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔"(۲۷)

سفارشات:

شریعت میں لباس سے زیب وزینت کو خاص اہمیت حاصل ہے، بحیثیت اشرف المخلوقات اُسے دیگر حیوانات سے ممیز کرنے والی نہایت اہم شئے اس کا لباس ہے، لہذا ہمیں لباس کا چناؤ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل چیزوں کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔

- ستر ڈھانپنے کے بقدر لباس پہننا جائے، جو خلاف شرع نہ ہو۔
- لباس اتنا ہلکا اور باریک نہ ہو کہ جسم اندر سے نظر آئے۔
- تنگ و چست نہ ہو۔
- عورتوں کو مردوں جیسا لباس زیب تن کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔
- لباس اپنی مالی استطاعت کے مطابق ہونا چاہیئے، فخر و نمائش اور تکلف کا اہتمام کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

حواشی وحوالہ جات

۱) کیرانوی، مولانا وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۳۲۷

۲) ابن منظور الافریقی، علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دارالفکر، بیروت، ۱۹۵۶ء، ص:۱۳/۲۰۱

۳) سورۃالنور:۳۱

۴) شبیر احمد عثمانی، فوائد القرآن (تفسیر عثمانی)، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۶۰۹

۵) سورۃالنور:۳۱

۶) شبیر احمد عثمانی، القرآن الحکیم، ص:۶۱۰

۷) مسلم بن حجاج القشیریؒ، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث:۲۶۵

۸) ابن منظور الافریقی، لسان العرب، دارالاحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۸، ص:۱۲/۲۲۳

۹) سورۃالاعراف:۷/۲۶

۱۰) عثمانی، علامہ شبیر احمد، تفسیر عثمانی، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور۔ ۲۰۰۱ء، ص:۲۷۵

۱۱) سورۃالاعراف:۷/۲۶

۱۲) احمد بن حنبل، المسند، بیروت، ۱۳۹۶ھ، ص:۲/۲۲۱

۱۳) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأۃ من زینتھا، دارلسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث:۴۱۰۴ : ۱۵۲۲

۱۴) مسلم بن حجاج القشیریؒ، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات العاریات المائلات والممیلات، رقم الحدیث:۵۵۸۲

۱۵) ابن العربی، ابی بکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، ص:۳/۵۶۸

۱۶) الکاسانی، علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، کتاب الإستحسان، النوع السادس، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۰۴ھ، ص:۶/۴۹۶

۱۷) محمد بن شہاب، الفتاویٰ البزازیہ، کتاب الإستحسان، مکتبہ رشیدیہ، راولپنڈی، ۱۹۹۱ء، ص:۶/ ۳۷۷

۱۸) البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِيٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِۦ﴾، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، ص:۴۹۴

۱۹) مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، رقم الحدیث،۱۴۹

۲۰) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، "السنن"، کتاب اللباس، رقم الحدیث،۴۰۹۸،۱۵۲۲

۲۱) ایضاً، باب کیف الإختمار، رقم الحدیث،۴۱۱۵ : ۱۵۲۳

۲۲) ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، المصنف، کتاب اللباس والزینۃ، باب فی رکوب النساء السروج، ص: ۲۰۵/۵

۲۳) ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، المصنف، کتاب اللباس والزینۃ، باب فی رکوب النساء السروج، ص: ۲۰۵/۵

۲۴) ملا علی قاری، المرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ،۱۹۹۷ء، ص:۸/۲۴۷

۲۵) العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح البخاری، کتاب اللباس، باب ما کان النبی یتجوز من اللباس والبسط، قدیمی کتب خانہ، کراچی،۱۹۹۶، ص:۱۰/۳۷۳

۲۶) الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب اللباس، باب ماجاء فی ذیول النساء، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث،۱۷۳۱

۲۷) عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۲ء، ص:۶/۴۰۶

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻